جماعت احمدیہ کے مولوی عبد اللطیف بہاولپوری کی چار قرآنی سورتوں کی تفاسیر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

A Critical Review of Four Qur'anic Sūr'as Explained by Mūlvi Abdul Latīf of Jam'at Āḥmadiya

*ڈاکٹر محمد عمران

** قاری محمد فیاض

Abstract

This informative article is a vital as well as analytical analyze of the several Sūr'as translated as well as defined by Mūlvi Abdul Latīf around the facets of the guidelines connected with Translation as well as Tafsīr set by Mirza Ghulām Ahmad Qādyāni founder of Jam'at-e-Āḥmadiya. Who offered a brand new principle connected with Tafsīr to verify the inappropriate beliefs as well as his views that are total contrary to the principles set by authentic former Muslim scholars. Many Qādyāni Mufasrīn implemented those principles within their books connected with Tafsīr. Most notable ended up being Mūlvi Abdul Latīf Bahāwalpūri who had written this Translation as well as Tafsīr of 5 Sūr'as i.eSūr'a Banī 'israeel, Sūr'a Kahaf, Sūr'a Yāseen, Sūr'a Qiyāmah and Sūr'a Dahar. He implemented the guidelines set by Mirza Ghulām Ahmad Qādyāni. Throughout his work he created a number of alterations not only with Translation but with Tafsīr too. This article is an eye bird review of the principles of the Translation as well as Tafsīr connected with Holy Qur'an set by authentic former scholars.

Keywords: *Quran, alterations, Mūlvi Abdul Latīf, Mīrza Ghūlām Ahmad Qādyāni, Tafsīr.*

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، دی اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ و مطالعہ مذاہب، جامعہ ہزارہ، مانسہرہ

جماعت احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد (۱۸۳۵ء-۱۹۰۸ء) نے اپنے باطل عقائد و نظریات کو پھیلانے کے لیے تحریک قرآنی کا سہارا بھی لیا اور اس تحریک کو تقویت دینے کے لیے متقدمین کے تفسیری منہج سے ہٹ کر ایک نیا تفسیری منہج درج ذیل اصولوں میں پیش کیا۔ "تفسیر القرآن بالقرآن، تفسیر القرآن بالحدیث، تفسیر القرآن باقوال الصحابہ، خود اپنا نفس مطہر لے کر قرآن میں غور کرنا، لغت عربیہ اور روحانی سلسلہ کے سمجھنے کے لیے سلسلہ جسمانی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے دونوں سلسلوں میں بکلی تطابق ہے اور وحی ولایت اور مکاشفات محدثین ہیں اور یہ معیار گویا تمام معیاروں پر حاوی ہے کیونکہ صاحب وحی محدثیت اپنے نبی متبوع کا پورا ہمرنگ ہوتا ہے اور بغیر نبوت اور تجدید احکام کے وہ سب باتیں اس کو دی جاتی ہیں جو نبی کو دی جاتی ہیں اور اس پر یقینی طور پر سچی تعلیم ظاہر کی جاتی ہے اور نہ صرف اس قدر بلکہ اس پر وہ سب امور بطور انعام و اکرام کے وارد ہو جاتے ہیں جو نبی متبوع پر وارد ہوتے ہیں سو اس کا بیان محض اٹکلی نہیں ہوتا بلکہ وہ دیکھ کر کہتا ہے اور سن کر بولتا ہے اور یہ راہ اس امت کے لیے کھلی ہے۔"[۱] اس آخری اصول کے پیش نظر تمام قادیانی مفسرین مرزا غلام احمد کے عقائد و نظریات (مرزا غلام احمد رسول اور نبی ہیں، قرآنی آیت میں "اسمہ احمد" کا مصداق مرزا غلام احمد ہے، مرزا غلام احمد پر ایمان نہ لانے والا کافر ہے، مرزا غلام احمد نے جس مصلح موعود کی پیشین گوئی کی تھی اس سے مراد مرزا بشیر الدین محمود احمد ہے، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے اور جماعتِ احمدیہ کا خلیفہ خدا کی طرف سے بنایا جاتا ہے لہٰذا نہ تو اس کے حکم کی خلاف ورزی کی جاسکتی ہے اور نہ ہی خلیفہ کو معزول کیا جاسکتا ہے۔) کو ثابت کرنے کے لیے قرآن، حدیث اور اقوال صحابہؓ سے ہٹ کر تفسیر کر کے اس کو خدائی تفسیر قرار دیتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ کے مفسرین قرآنی آیات کا مصداق مرزا غلام احمد اور جماعت احمدیہ کو قرار دیتے ہوئے درج ذیل آیت قرآنی کا مصداق ٹھہراتے ہیں: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللهِ كَذِباً أَوْ قَالَ أُوْحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَن قَالَ سَأُنزِلُ مِثْلَ مَاأَنزَلَ اللهُ وَلَوْتَرَى

إِذِالظَّالِمُونَ فِيْ غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلآءِكَةُ بَاسِطُواْ أَيْدِيْهِمْ أَخْرِجُواْ أَنفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ

تَقُولُونَ عَلَى اللهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُون(۲)۔

"اور اس سے زیادہ ظالم کون ہو گا جو باندھے اللہ پر بہتان یا کہے مجھ پر وحی اتری اور اس پر وحی نہیں اتری کچھ بھی اور کہے کہ میں بھی اتار تا ہوں مثل اس کے جو اللہ نے اتارا۔ اور اگر تو دیکھے جس وقت کہ ہوں ظالم موت کی سختیوں میں اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھارہے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں آج تم کو بدلے میں ملے گا ذلت کا عذاب اس سبب سے کہ تم کہتے تھے اللہ پر جھوٹی باتیں اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے"۔

ان قادیانی مفسرین میں سے ایک مولوی عبد اللطیف بہاولپوری (۱۸۹۵ء۔۱۹۷۷ء) بھی ہیں۔ جنھوں نے سورہ بنی اسرائیل، سورہ کہف، سورہ یٰس، سورہ قیامہ اور سورہ دھر کی تفسیر میں اس بات کو ثابت کرنے کے لیے بھرپور کوشش کی ہے کہ ان سورتوں کا مصداق مرزا غلام احمد، جماعت احمدیہ کے خلفاء اور جماعت احمدیہ کے افراد ہیں۔ عبد اللطیف بہاولپوری کے حالات اور تفسیر بالرائے المذموم کی صورت میں لکھی گئی تفاسیر قرآنی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مولوی عبد اللطیف بہاولپوری

مولوی عبد اللطیف بہاولپوری جماعت احمدیہ ربوہ کے مشہور ادارہ جامعۃ المبشرین پاکستان میں پروفیسر تھے۔ اس سے پہلے وہ قادیان میں بھی مختلف علوم پڑھاتے رہے۔ ان کی خدمات وحالات کے بارے میں جماعت احمدیہ ربوہ کے مشہور روزنامہ "الفضل" میں لکھا ہے کہ "عبد الطیف بہاولپوری ۱۸۹۵ء میں احمد پور لیہ ضلع رحیم یار خان میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ عربیہ دیوبند (یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ دیوبند شہر کے کس مدرسہ میں تحصیل علم کی ہے) میں تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد ہائی سکول خانپور ضلع رحیم یار خان میں بطور عربی استاد کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ۱۹۲۷ء میں جماعت احمدیہ (بقول بہاولپوری کے، ان کو خوابوں اور الہاموں کے ذریعہ سے بیعت کا حکم ہوا تھا) میں شامل ہوئے۔ ۱۹۴۱ء میں جماعت احمدیہ کے

خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین محمود احمد (۱۸۸۹ء۔۱۹۶۵ء) کے کہنے پر ہائی سکول کی ملازمت چھوڑ کر قادیان جاکر مختلف علوم پڑھاتے رہے۔ پھر مرزا بشیر الدین محمود احمد کے پاکستان آنے کے بعد بہاولپوری بھی پاکستان آگئے اور یہاں جامعۃ المبشرین میں بطور پروفیسر جماعت احمدیہ کے لیے خدمات انجام دیتے رہے"۔(۳)

عبد اللطیف بہاولپوری کا عقیدہ:

مولوی عبد الطیف بہاولپوری نے اپنی تفاسیر میں انتہائی خطرناک طریقہ اپنایا ہے جس سے بہاولپوری کے کفریہ عقائد کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ ان کی تفاسیر سے ہمیں ان کے درج ذیل عقائد کا پتا چلتا ہے۔

۱۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو مہدی اور نبی تسلیم کرنا۔ ۲۔ باقی جماعت احمدیہ کی طرح مرزا غلام احمد پر قرآن کے نزول ثانی کا عقیدہ رکھنا۔

۳۔ بہاولپوری مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام الہامات و معجزات کے ساتھ ساتھ مرزا غلام احمد کے قرآنی الفاظ کی تحریف پر بھی ایمان رکھتا ہے اور اس کو اپنی تفسیر میں بیان بھی کیا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ پر لکھتا ہے کہ "جب میں نے سورہ کہف کے مضامین پر غور کرنا شروع کیا تو سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ الہام سامنے آیا۔ام حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من أیاتنا عجبا جس میں اشارہ ہے کہ آیت قرآنی کا مصداق اب دہرایا جانے والا ہے کیونکہ جب کسی قرآنی پیشگوئی کا ظہور مقدر ہوتا ہے تو اس وقت وہ آیت قرآنی جس میں پیشگوئی مضمر ہوتی ہے اس کا کچھ حصہ نازل کیا جاتا ہے"۔(۴)

۴۔ بہاولپوری نے مرزا غلام احمد قادیانی کو قرآن مجید کی ہر ہر آیت کا مصداق ٹھہرایا ہے اور سورۃ یٰس، سورۃ القیامۃ اور سورۃ الدھر کے بارے میں تو یہ کہا ہے کہ ان سورتوں سے مراد ہی مرزا غلام احمد اور اس کی جماعت ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ "خاکسار نے ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ

ارشاد پڑھا کہ "سارا قرآن میرے ذکر سے بھرا پڑا ہے"۔ تو طبیعت میں ایک قسم کی انبساطی کیفیت پیدا ہوئی اور بارگاہ الٰہی میں التجائیں کیں کہ الٰہی اپنا فضل فرماتا کہ میں بھی ان حقائق سے بہرہ یاب ہو سکوں۔ اس کے بعد جب بھی یہ عاجز تلاوت کلام پاک میں مصروف ہوا۔ جس سورت پر بھی نگاہ ڈالی اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کے وقائع حیات کی کوئی نہ کوئی تصویر سامنے آگئی۔ بلکہ بعض سورتوں میں تو حضور اقدس کی زندگی کے واقعات کا تذکرہ بڑی تفصیل کے ساتھ مل گیا اور نہ صرف حضور کی حیات طیبہ کے واقعات کا علم ہوا بلکہ حضور کے خلفائے کرام کی مساعی جمیلہ جو غلبہ اسلام کے متعلق ان کی تجویز کردہ سکیمیں تھیں، قرآن مجید کی روشنی میں وہ بھی آنکھوں کے سامنے آگئیں"۔ [۵]

عبداللطیف کی اس بات سے ان کا قرآن مجید کے متعلق نظریہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ وہ کتنے متشدد تھے۔

وفات: عبداللطیف بہاولپوری کی وفات ۸۵ سال کی عمر میں ۱۹۷۷ء کو لاہور میں ہوئی "۔ [۶]

عبداللطیف بہاولپوری بطور مصنف:

بہاولپوری جماعت احمدیہ میں ایک بڑا علمی مقام رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنی جماعت کے لیے درج ذیل خدمات بھی کیں ہیں۔

۱۔ دستور الارتقاء تفسیر سورۃ الاسراء۔ یہ سورہ بنی اسرائیل کی تفسیر ہے جس کو عبدالطیف بہاولپوری نے ہائی سکول کی ملازمت کے دوران لکھا تھا۔

۲۔ ۱۹۵۳ء ۔ ۱۹۵۵ ءتک مرزا غلام احمد کے الہامات پر مشتمل کتاب "تذکرہ" کے دوسرے اور تیسرے ایڈیشن میں شامل رہے۔

۳۔ اس کے بعد قرآن مجید کی تین سورتیں تفسیر سورہ کہف، البشریٰ للیائسین اور تفسیر سورۃ القیامہ والدھر کی تفسیر لکھی۔

۴۔ اس کے علاوہ رسالہ حج، قوانین الصرف اور مضامین لطیفہ بھی بہاولپوری کی کتب میں شامل ہیں۔

عبداللطیف بہاولپوری کی چار قرآنی سورتوں کی تفاسیر کا تعارف:

یہ چار سورتوں والی تفاسیر اب بالکل نایاب ہیں۔

۱۔ دستورالارتقاء تفسیر سورۃ الاسراء: یہ قرآن مجید کی سورہ بنی اسرائیل کی تفسیر ہے۔ بہاولپوری نے اس کو اپنی ہائی سکول کی مدت ملازمت کے دوران لکھا تھا۔ عبد الطیف بہاولپوری اس میں کھل کر آیات مبارکہ کا مصداق مرزا غلام احمد اور جماعت کو قرار نہیں دیتے لیکن یہ بات ثابت کرنے کی ضرور کوشش کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد مہدی موعود ہے اور مرزا غلام احمد ہی ان حالات سے مسلمانوں کو نجات دے سکتا ہے۔

۲۔ تفسیر سورہ کہف: اس کا عربی نام "اقامۃ الزحف لاظہار انباء سورۃ الکہف" ہے۔اس سورت میں بہاولپوری نے کہف اور رقیم سے قادیان و ربوہ مراد لے کر ساری سورۃ کو آنحضرت ﷺ کی طرح مرزا غلام احمد اور خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین کو بھی اس کا مصداق ٹھہرایا ہے۔اس کی تصنیف ۱۹۷۳ء میں شروع کی تھی۔

۳۔ البشریٰ للیائسین تفسیر سورۃ یٰس: اس کا دوسرا نام "مشاھدات عین الیقین بانباء سورہ یٰس" ہے اس میں بھی بہاولپوری نے ہر آیت کا مصداق مرزا غلام احمد اور اس کے خلفاء کو قرار دیا ہے۔یہ تفسیر جماعت کے خلیفہ ثالث مرزا ناصر احمد (۱۹۰۹ء۔ ۱۹۸۲ء) کے دور میں لکھی گئی۔

۴۔ تفسیر سورۃ القیامۃ والدھر: اس کا عربی نام "نشید الثقلین علیٰ تنشیط تفسیر السورتین" ہے۔ یہ تفسیر ۱۹۷۹ء میں ضیاء الاسلام ربوہ نے شائع کی تھی۔ اس میں بہاولپوری نے مضامین کی صورت میں ان کو مرزا غلام احمد اور جماعت پر چسپاں کیا ہے۔

عبد اللطیف بہاولپوری کا اپنی تفاسیر میں منہج:

ج عبد اللطیف بہاولپوری کی تفاسیر میں مصادر و مراجع:

بہاولپوری نے اپنی تفاسیر میں درج ذیل امور سے استفادہ کیا ہے۔

۱۔ بہاولپوری نے اپنی ان تفاسیر میں قرآنی آیات سے بھی استدلال کیا ہے لیکن اس انداز میں استدلال کیا ہے کہ آج تک کسی مفسر نے ان آیات کا ایسا مفہوم بیان نہیں کیا۔ چنانچہ بہاولپوری ربوہ کی ترتیب مکانی کے

متعلق سورہ کہف کی آیت نمبر سترہ کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ "واضح ہو کہ تعمیر ربوہ کی ہیئت کذائی کا نقشہ ہمارا تجویز کردہ نہیں۔ اگر جماعت کی مرضی پر تیار کیا جاتا تو یہ جماعت تو ایک مذہبی جماعت ہے۔ پابندی نماز اس کے اولین فرائض میں سے ہے۔ مکانوں کی تعمیر کا نقشہ قبلہ رخ بنایا جاتا۔ الٰہی حکم بھی یہی ہے کہ "واجعلوابیوتکم قبلة" مگر حکومت وقت نے اپنے نمائندوں کے ذریعہ جو اس کا نقشہ تجویز کیا وہ اگرچہ ابتداءً ہمیں ناگوار گزرا کیونکہ مساجد کی تعمیر اور گھروں میں نمازوں کی ادائیگی میں قبلہ رخ ہونے کے باعث سخت دقتیں پیش آتی ہیں مگر ارشاد الٰہی "عسٰی ان تکرھوا شیئا وھو خیرلکم" کے مطابق جلد ہی ہمیں اطمینان قلب ہو گیا اور قرآنی پیشگوئی پاکر ازدیاد ایمان کا ذریعہ بنا"۔[۷]

اس میں بہاولپوری نے قرآنی پیشن گوئی کا عجیب مفہوم پیش کیا ہے۔ اسی طرح عبد الطیف بہاولپوری جماعت احمدیہ کے مبلغین کی شان میں لکھتا ہے کہ "پس وہ سعید الفطرت نفوس جو اس وقت تک اسلام اختیار کر چکے ہوں گے وہ اپنے ان مبلغوں سے گفتگو کے دوران یہ سوال بھی کریں گے۔ لیتسآءلوا بینھم کم لبثتم (یہاں پر لفظ "قال" کو حذف کر لیا گیا ہے) "کہ ہمارے ملکوں میں جو تمہارا تبلیغ کے لیے آنا ہوا۔ اس سے پہلے تم نے اپنے مرکز میں جو وقت گزارا وہ کتنی مدت ہے؟ قالو لبثنا یوما او بعض یوم۔ "جواب میں کہیں گے کہ ایک دن یا دن کا کچھ حصہ "(یہاں پر ایک دن سے مرزا غلام احمد کا زمانہ مراد لیا ہے اور دوسرے دن سے خلفاء کا زمانہ)۔[۸] اسی طرح سورۃ یٰس کی آیت نمبر چار کی تشریح میں لکھا ہے کہ "یہ آیت آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ کے بارے میں ہے اور اس پر درج ذیل قرآنی آیات پیش کرتا ہے۔

i۔ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى۔[۹]

ii۔واشرقة الارض بنور ربھا۔[۱۰]

iii۔وآخرین منھم لما یلحقوا بھم۔[۱۱] ان آیات مبارکہ سے بہاولپوری اس بات کو بطور استشہاد کے پیش کر کے ثابت کر رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانی مرزا غلام احمد کی صورت میں ہوئی ہے۔

۲۔ بہاولپوری اپنے عقائد کو ثابت کرنے کے لیے احادیث مبارکہ سے بھی غلط استدلال کرتا ہے۔ چنانچہ سورۃ کہف کی تشریح میں ایک حدیث لکھ کر یہ استدلال کیا ہے کہ عن ابی سعید الخدری عن النبی ﷺ قال یقول اللہ تعالیٰ یا اٰدم فیقول لبیک وسعدیک والخیر بیدیک قال فیقول اخرج بعث النار قال وما بعث النار قال من کل الف تسعمئاۃ وتسعۃ وتسعین فعندہ یشیب الصفیر وتضع کل ذات حمل حملها وتري الناس سکاری ؕوماھم بسکاری ؕولکن عذاب اللہ شدید۔ اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ اس میں قیامت کا واقعہ نہیں بلکہ یہاں آدم سے مراد آخری زمانہ کا آدم حضرت امام مہدی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے وحی میں بھی آدم فرمایا"۔ (۱۲)

۳۔ اس کے بعد بہاولپوری مرزا غلام احمد کے الہامات اور وحی سے بھی استدلال کرتا ہے اور اس کے لیے تذکرہ، حقیقت الوحی اور کشتی نوح کے حوالے کثرت سے دیتے ہیں۔

۴۔ بہاولپوری نے قادیانیوں کے مختلف رسائل سے استدلال کرنے کے ساتھ ساتھ مغربی مفکرین کا بھی سہارا لیا ہے۔

عبد اللطیف بہاولپوری کی تفاسیر کا اصول تفسیر کی روشنی میں جائزہ:

تفسیر بالرائے المذموم کے متعلق علامہ ابن نقیب لکھتے ہیں "قال ابن نقیب جملة ما تحصل فی معنیٰ حدیث التفسیر بالرائ خمسة اقوال، احدھا التفسیر من غیرحصول العلوم التی یجوز معھا التفسیر، الثانی تفسیر المتشابه الذی لایعلمه الااللہ، الثالث التفسیر المقدر لمذھب الفاسد بان یجعل المذھب اصلاً والتفسیر تابعا فیرد الیه بأی طریق امکن وان کان ضعیفا، الرابع التفسیر ان مراد اللہ کذا علی القطع من غیر دلیل، الخامس التفسیر بالاستحسان والھویٰ۔ (۱۳)

"ابن نقیب کہتے ہیں کہ تفسیر بالرای کے بارے میں من جملہ پانچ اقوال ہیں۔ پہلا وہ تفسیر ہے جو تفسیر کے لازمی علوم کے حصول کے بغیر ہو (جن کے بغیر تفسیر کرنا جائز نہیں)۔ دوسرا وہ تفسیر متشابہ جس کی تفسیر ماسوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا، تیسرا وہ تفسیر جو مذہب فاسد کے لئے ہو بایں صورت کہ مذہب (فاسد) کو

اصل قرار دیا جائے اور تفسیر کو اس کے تابع اور ہر ممکن طریق سے اس کو پھیرا جائے، چوتھا وہ تفسیر ہے کہ کوئی بغیر دلیل قطعی کے کہے کہ اللہ کی مراد یہ ہے، پانچویں وہ تفسیر ہے جو خواہش نفس کے مطابق ہو"۔

علامہ زرقانیؒ نے مناہل العرفان میں قرآن کی ہر اس تفسیر کو غلط قرار دیا ہے جو صحابہؓ اور تابعینؒ کی تفسیر کے خلاف ہو۔ چنانچہ لکھتے ہیں: وفی الجملة من عدل عن مذاهب الصحابة والتابعين وتفسيرهم الى مايخالف ذالک کان مخطأً فی ذالک بل مبتدعاً لانه ماعلم بتفسير هو معانيه کما انه ماعلم باالحق الذی بعث الله به رسوله [۱۴]۔

بہاولپوری نے اپنی ان تفاسیر میں تفسیر بالرائے مذموم کی خطرناک شکل اختیار کر کے قرآنی آیات کو مرزا غلام احمد اور جماعت پر چسپاں کئے ہیں اور بعض جگہوں پر تو قرآنی آیت کا ترجمہ ہی تبدیل کر دیا ہے۔ جیسے کہ:

تَنزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ [۱۵] ۔" (یہ قرآن حکیم) نازل کردہ ہے غالب اور مہربان ہستی کا"۔

عبد اللطیف کی طرف سے ترجمہ:

"تیرا نزول (دوبارہ بھی) خدائے عزیز ورحیم کی طرف سے ہے"۔ [۱۶]

قرآنی آیت کا یہ ترجمہ جماعت احمدیہ کے درج ذیل نظریہ کو ثابت کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔ جماعت کا یہ نظریہ ہے کہ قرآن مجید ۱۸۵۷ء کو زمین سے اٹھالیا گیا تھا پھر دوبارہ مرزا غلام احمد پر ظہور کر کے اس کی تعلیم دی گئی۔ چنانچہ اسی نظریہ کے متعلق لکھا ہے کہ "قرآنی آیت "انا علی ذهاب به لقٰدرون" اس آیت کے اعداد بحساب جمل ۱۲۷۴ ہیں اور ۱۲۷۴ کے زمانہ کو جب عیسوی تاریخ میں دیکھنا چاہیں تو ۱۸۵۷ء ہوتا ہے۔ سو درحقیقت ضعف اسلام کا زمانہ ابتدائی یہی ۱۸۵۷ء ہے جس کی نسبت خدائے تعالیٰ آیتِ موصوفہ بالا میں فرماتے ہیں کہ جب وہ زمانہ آئے گا تو قرآن زمین پر سے اٹھایا جائے گا۔ [۱۷] یہ وہ خطرناک عقیدہ ہے جس کے ذریعہ سے جماعتِ احمدیہ آنحضرت ﷺ کی بعثتِ ثانیہ مرزا غلام احمد کی صورت میں ثابت کرتی ہے، چنانچہ مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے کہ: "ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے؟ اگر

قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے، اسی لئے ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہ ﷺ (مرزا قادیانی) کو بروزی طور پر دوبارہ دنیا میں مبعوث کر کے آپ پر قرآن شریف اتارا جاوے"۔[۱۸]

دوسری آیت کا ترجمہ اس طرح سے کرتے ہیں:

هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئاً مَّذْكُوراً إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيْعاً بَصِيْراً[۱۹]

"کیا گزرا ہے انسان پر ایک ایسا وقت، زمانے کا نہ تھا وہ کوئی قابلِ ذکر چیز۔ بے شک ہم نے پیدا کیا ہے انسان کو ایک مخلوط نطفہ سے تاکہ امتحان لیں اس کا اسی لیے بنایا ہے ہم نے اسے سننے والا"۔

عبد اللطیف کی طرف سے ترجمہ:

"کیا اس انسان (کامل) پر وہ گھڑی آگئی ہے کہ اسے بے حقیقت قرار دیا جاتا ہے اور اس کے کاموں کو کوئی یاد نہیں کرتا (گھبراؤ نہیں) ہم نے اس انسان کو بھی پیدا کر دیا ہے (جو ان بہتان تراشوں کا خوب مقابلہ کرے گا) ایسے نطفہ سے جس میں مختلف (خاندانوں کی) ملاوٹ ہے ہم اس کی آزمائش کریں گے۔ پھر ہم اس کو سمیع بصیر بنائیں گے"۔[۲۰]

ان آیات کے ترجمہ میں آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ کو مرزا غلام احمد کی روپ میں ثابت کرنے کے لیے ترجمہ ہی تبدیل کر دیا ہے۔

اس کے علاوہ بہاولپوری نے قرآن کی مراد لینے میں بھی بہت زیادہ تحریف کی ہے۔ چنانچہ سورۃ بنی اسرائیل کی پہلی آیت سبحان الذی اسریٰ بعبده لیلا من المسجد الحرام[۲۱] کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "فرقان حمید کا قاعدہ ہے کہ جہاں کہیں اس میں اسراء باللیل کا ذکر آتا ہے وہاں اس سے مراد ہجرت ہوتی ہے۔ پس اس اصول کے مطابق یہاں "اسریٰ بعبده" کے ضمن میں آنحضرت ﷺ کی ہجرت کی طرف اشارہ ہے اور اس میں یہ پیشگوئی ہے کہ یہی ہجرت آپ ﷺ کے آئندہ دور عروج و اقبال کے لئے

شاندار معراج ہو گی"۔ [۲۲] جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو معراج مع الجسد نہیں ہوا تھا۔اسی نظریہ کو ثابت کرنے کے لیے بہاولپوری نے مفہوم میں تبدیلی کی ہے۔لیکن یہ یادرکھنا چاہیے کہ معراج جسمانی پر امت کا اجماع رہا ہے اور صحابہؓ کو اس مسئلہ میں کبھی اختلاف نہیں ہوا۔اگر اختلاف ہوا بھی ہے تو اس بارے میں کہ آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا دیدار بھی کیا ہے یا نہیں؟اور اس آیت میں لفظ "عبد" آیا ہے جس کا ترجمہ ہے بندہ اور یہ روح وجسد کا مجموعہ ہے اس کا اطلاق صرف روح پر صحیح نہیں۔ قرآن میں بھی یہ لفظ کئی جگہ استعمال ہوا ہے جیسے:ارایت الذی ینھی عبدا اذا صلی [۲۳] وانه لما قام عبدالله یدعوه کادوا یکونون علیه لبدا [۲۴] ذکر رحمة ربک عبده زکریاً [۲۵] ان مقامات میں لفظ عبد آیا ہے لیکن کہیں بھی صرف روح مراد نہیں لے سکتے۔اسی طرح "اسریٰ بعبدہ" بھی اس پر دلالت کرتا ہے جس کا معنی ہے کہ خدا اپنے بندے کو بحالت بیداری مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئے اور اگر یہ معنی لیں کہ بحالت خواب یا محض روحانی طور پر مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئے تو پھر قرآنی آیت فاسر بعبادی لیلاً [۲۶] اور فاسر باھلک بقطع من اللیل [۲۷] کا ترجمہ کیا ہوگا؟اور اسی طرح لنریه من آیتنا سے معلوم ہوتا ہے کہ "اسریٰ" سے خدا کی قدرت کا مشاہدہ کرانا تھا۔اسی طرح تواتر کے ساتھ حدیث میں آیا ہے کہ جب آپ ﷺ نے اس واقعہ کو لوگوں میں بیان کیا تو کفار نے آپ ﷺ کا مذاق اڑایا اور مشرکین نے تالیاں بجائیں اور مختلف سوالات کئے اگر یہ بیداری کا واقعہ نہ ہوتا تو یہ لوگ مذاق نہ کرتے اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ یہ واقعہ سن کر کچھ لوگ مرتد ہو گئے اگر یہ بیداری کا واقعہ نہ ہوتا تو یہ حالات کبھی پیدا نہ ہوتے۔

بہاولپوری نے اس تمہید میں غلط اصول بیان کرکے جو استدلال کیا ہے اصل میں اس کے بعد بہاولپوری نے معراج کے بارے میں وہی مذہب اپنایا ہے جو مرزا غلام احمد کے ہاں پایا جاتا ہے۔ایک اور جگہ پر مقام محمود کی غلط تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مقام محمود کے سات ادوار ارتقاء ہیں۔چھ تو آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہو گئے۔لیکن اس کا ساتواں دور جس میں مقام محمود کی تجلیات کا کامل ظہور

ہوگا وہ مسیح موعود مرزا غلام احمد کی شکل میں ہوا ہے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود پر ایک طرف تو یہ وحی بالفاظ قرآنی عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا ہو کر سابقہ وعدہ کی یاد تازہ کرتی ہے تو دوسری طرف آپ کو یہ الہام ہوا کہ اراداللہ ان یبعثک مقاما محمودا یہ ظاہر کرتا ہے کہ وحی سابقہ میں جس وعدہ کی توقع تھی اس کے وقوع وایفاء کا زمانہ یہی ہے۔ آپ کو اس موعود مقام پر کھڑا کر کے عظیم الشان فتوحات کا وعدہ دیا جاتا ہے اور اس کے لئے آپ کو ایک موعود بیٹے مثیل فاروق فضل عمر محمود کی بشارت دی جاتی ہے"۔[۲۸]

یہاں پر بہاولپوری نے قرآنی آیت میں تحریف کر کے آیت کا مصداق مرزا غلام احمد کو قرار دیا ہے اور اس کے ساتھ مقام محمود کا غلط مفہوم بیان کر کے آنحضرت ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کی ہے اور مرزا بشیر الدین محمود احمد کو خوش کرنے کے لیے اس کی پیدائش کو بھی وحی سے ثابت کیا ہے۔ چنانچہ مقام محمود کے متعلق علامہ نسفی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ای عسی ان یبعثک یوم القیامة فیقیمک مقاما محمودا اوضمن یبعثک معنی یقیمک وهو مقام الشفاعة عند الجمهور ویدل علیه الاخبار او هو مقام یعطی فیه لواء الحمد"۔[۲۹]

سورہ کہف میں قل لئن اجتمعت الانس والجن [۳۰] کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "(جن بمعنی پوشیدہ) وہ قوم جزائر اور پہاڑوں میں رہنے والی ہوگی (جن پہاڑی لوگوں کو بھی کہتے ہیں) یہ قوم یاجوج ماجوج کی ہوگی جو آگ سے بکثرت کام لینے کے باعث اس نام سے نامزد ہوگی"۔[۳۱]

اس میں بہاولپوری نے جن سے یاموج ماجوج مراد لیا ہے جو کہ کسی لغت کی کتاب میں نہیں ہیں۔

بہاولپوری سورہ کہف کی تشریح میں اپنی جماعت کی فضیلت اور قرآن کے نزول ثانی کو ثابت کرتے ہوئے بڑے عجیب انداز میں لکھتے ہیں کہ "عالمگیر جنگ کی صورت میں، ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء تک عذاب الٰہی کا کوڑا مغربی اقوام پر پڑ کر انہیں بیدار کرنے والا تھا۔ آیت الحمد لله الذی انزل علیٰ۔۔۔" میں اس کی پیشگوئی مخفی تھی۔ اس کے اعداد ۱۹۱۸ء ہیں جو جنگ کے خاتمے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ اس جنگ کے بعد احمدیہ مشن ان ممالک میں جلد ہی پھیلنا شروع ہو گیا"[۳۲] اس کے بعد قرآن کے نزول ثانی کو ثابت

کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ لم یجعل له عوجا یہاں لم یجعل کا لفظ رکھا ہے۔ "لا یجعل" نہیں فرمایا۔ جس سے قرآن حکیم کے نزول ثانی کے عہد کی طرف اشارہ ہے"۔ (۳۳)

اس میں بہاولپوری نے قرآنی مصداق کو ہی بدل دیا ہے۔

بہاولپوری سورہ کہف کی آیت "ام حسبت ان اصحٰب الکهف والرقیم"(۳۴) میں کہف اور رقیم سے قادیان اور ربوہ ثابت کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اصحٰب الکهف والرقیم ان دو جگہوں میں بسنے والی اور ان سے رابطہ رکھنے والی ان بستیوں کا نام ہے جب کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے یہ دو جگہیں اشاعت اسلام کا مرکز بننے والی تھیں ایک مکی مرکز قادیان ہے جسے الکہف کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔ دوسرا مدنی مرکز ربوہ ہے جسے الرقیم کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ یہ مرکز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موعود فرزند مصلح موعود کی مساعی جمیلہ کا شاندار کارنامہ ہے"۔ (۳۵)

یہاں پر بھی بہاولپوری نے دونوں لفظوں کا مفہوم ہی بدل دیا ہے۔ چنانچہ صاحب کشاف اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: والكهف: الغار الواسع فی الجبل [والرقیم] اسم کلبهم، وقیل هو لوح من رصاص رقمت فیه اسماؤهم جعل علی باب الكهف. وقیل: الجبل. وقیل: قریتهم. وقیل: مكانهم بین غضبان وایلة دون فلسطین"۔ (۳۶)

اس کے بعد بہاولپوری سورہ کہف کی آیت نمبر ۱۰ سے ۲۶ تک آیات کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے:
"اصحاب الکہف کے واقعات کو بھی حواریان مسیح محمدی کی پیشگوئیاں سمجھو، نہ کہ صرف گزشتہ زمانہ کی تاریخ"۔ (۳۷)

بہاولپوری نے سورہ یٰس کی تشریح کرتے ہوئے اس سورۃ کی ہر آیت کو مرزا غلام احمد اور جماعت احمدیہ پر چسپاں کیا ہے۔ چنانچہ سورۃ یٰس کی آیت "تنزیل العزیز الرحیم"(۳۸) کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "مفسرین عام طور پر اس سے صرف قرآن کی تنزیل مراد لیتے ہیں۔ یہ بھی صحیح ہے مگر مضمون کے سیاق و سباق کی رو سے میرے نزدیک اس میں آنحضرت ﷺ کی دوبارہ تنزیل کی طرف اشارہ ہے"۔ (۳۹)

حضور ﷺ کی بعثت ثانیہ کو ثابت کرنے کے لیے یہ غلط تفسیر کی ہے۔
اسی طرح سورہ یٰس میں "وجآء من اقصی المدینة رجل یسعیٰ"(۴۰) کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ "یہاں رجل سے مراد مرد فارس حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں اور اقصی المدینۃ سے مراد قادیان ہے"۔(۴۱)
صاحب کشاف لکھتے ہیں کہ "(رجل یسعی)ھوحبیب بن اسرائیل النجار"۔(۴۲)

اسی طرح "لا ا قسم بیوم القیامة"(۴۳) کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "میں شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں اس مبارک وقت یوم القیامہ (حاشیہ میں مرزا بشیر الدین کا قول بیان کیا ہے کہ یہاں قیامت سے مراد حضرت مسیح موعود کا زمانہ ہے۔) کو جب کہ خدا کا مامور۔ موعود اقوام عالم کا سر صلیب۔ قاتل دجال حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہو کر روحانی حشر و نشر برپا کرے گا۔ اس دنیا میں یوم القیامہ کا نمونہ پیش کر کے دنیا کی کایا پلٹ دے گا"۔(۴۴) حالانکہ تمام مفسرین نے یہاں قیامہ سے مراد حشر کا دن لیا ہے۔
بہاولپوری سورہ دھر کی پہلی دو آیات کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "اس آیت میں لفظ انسان کو دو دفعہ دہرایا گیا ہے ورنہ بظاہر چاہیے تو یوں تھا کہ دوسری ضمیر پر اکتفاء کی جاتی کہ فصاحت و بلاغت کلام کا یہی تقاضا ہے مگر ضمیر کی جگہ لفظ انسان کو دہرانا ایک خاص حکمت اور مصلحت کے ماتحت ہے جس میں موجودہ زمانہ کے متعلق عظیم الشان پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے جس کا انکشاف عصر حاضر میں ہونا ہی مناسب تھا۔ پس پیشگوئی کے لحاظ سے پہلے انسان سے آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس مراد ہے اور دوسرے میں آپ کے غلام۔ بروز اکمل۔ مہدی موعود۔ مسیح موعود۔ موعود اقوام عالم کی طرف اشارہ ہے۔ چونکہ ان ہر دو انسانوں کی شخصیت اور مراتب میں بہت بڑا فرق اور امتیاز تھا اس لئے دوسرے کو پہلے سے جدا رکھا اور ضمیر پر اکتفاء نہ کیا"۔(45)

بہاولپوری "انا نحن" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "یہ خطاب جس طرح آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس کو اس وقت ہوا تھا جب کہ قرآن حکیم آپ پر تدریجاً نازل ہو رہا تھا۔ اسی طرح یہ خطاب آج بھی حضور ﷺ کے بروز مہدی معہود کو بھی ہے کہ وہ قرآن جو دنیائے قلوب انسانی سے اٹھ چکا تھا۔

اب چونکہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا دور ہے۔لہذا وہ قرآن دوبارہ تیرے ذریعہ قلوب انسانی میں اتارا جارہا ہے"۔[۴۶]

خلاصہ کلام :

جماعت احمدیہ میں مولوی عبد اللطیف بہاولپوری کے تراجم قرآن سلف وصالحین کے اصول تفسیر سے ہٹ کر لکھے گئے ہیں۔ان تراجم قرآن میں جماعت احمدیہ کی بھرپور انداز میں ترجمانی کی گئی ہے۔اسی وجہ سے قرآنی تراجم کے ساتھ ساتھ تفسیر اور قرآنی مصداق میں بھی کثرت سے غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔ خاتم النبیین آنحضرت ﷺ کی امت ہونے کے ناطے اہل علم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ دین کی سر بلندی اور اس کی حفاظت کے لیے قادیانیوں کے باطل عقائد و نظریات کے ساتھ ساتھ قادیانیوں کے اصول تفسیر اور غلط تراجم قرآن سے بھی لوگوں کو آگاہ کریں۔ تاکہ اس پر فتن دور میں امت مسلمہ کا ہر فرد اس فتنے سے محفوظ رہ سکے۔ دعاء ہے اللہ ہم سب کو تمام فتنوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین

حوالہ جات

۱۔ قادیانی، غلام احمد، مرزا، براہین احمدیہ (ناشر: شیخ یعقوب علی تراب احمدی، ۱۹۰۸ء) ص:۵۸۰۔

۲۔ انعام:۹۳۔

۳۔ روزنامہ "الفضل" ربوہ، (۵ نومبر، ۱۹۷۷ء۔) ج ۶۶ / ۳۱، شمارہ نمبر ۲۴۹۔

۴۔ بہاولپوری، عبد الطیف، تفسیر سورہ کہف، (ضیاء الاسلام پریس، ربوہ۔) ص:۳۔

۵۔ بہاولپوری، تفسیر سورۃ القیامہ والدھر (ضیاء الاسلام پریس، ربوہ، ۱۹۷۹ء۔) ص:۵۔۶۔

۶۔ روزنامہ "الفضل" ربوہ، (۵ نومبر، ۱۹۷۷ء۔) ج ۶۶ / ۳۱، شمارہ نمبر ۲۴۹۔

۷۔ تفسیر سورہ کہف، ص:۳۷۔

۸۔ تفسیر سورہ کہف، ص:۴۰۔

۹۔ النجم:۱۳، ۱۴۔

۱۰۔ الزمر:۶۹۔

۱۱۔ الجمعہ:۲۔

۱۲۔ تفسیر سورہ کہف، ص:۷۵۔

۱۳۔ السیوطی، جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن (دار النشر، سعودیہ۔ط:۱ (۲/۴۰۳۔

۱۴۔ زرقانی، محمد عبد العظیم، مناہل العرفان (دارِ احیاء التراث العربی بیروت) ۱/۵۴۹۔

۱۵۔ سورۃ یٰس:۴۔

۱۶۔ بہاولپوری، عبد اللطیف، تفسیر سورہ یٰس (ضیاء الاسلام پریس، ربوہ) ص:۱۰۔

۱۷۔ قادیانی، غلام احمد، مرزا، ازالہ اوہام (ناشر: شیخ نور احمد ملک) حصہ دوم: حاشیہ، ص:۲۲۷۔

۱۸۔ بشیر احمد ایم اے، مرزا، کلمۃ الفصل (نظارت اشاعت، ربوہ) ص:۱۷۳۔

۱۹۔ سورۃ الدھر: ۱،۲۔

۲۰۔ تفسیر سورہ قیامہ والدھر، ص:۲۶۔

۲۱۔ بنی اسرائل:۱۔

۲۲۔ تفسیر سورہ بنی اسرائیل، ص:۱۹۔۲۰۔

۲۳۔ سورۃ العلق:۹۔۱۰۔

۲۴۔ سورۃ الجن:۱۹۔

۲۵۔ سورۃ المریم:۲۔

۲۶۔ سورۃ الدخان:۲۳۔

۲۷۔ سورۃ الحجر:۶۵۔

۲۸۔ تفسیر سورۃ بنی اسرائیل، ص:۲۴۲۔۲۴۵۔

۲۹۔ عبداللہ بن احمد بن محمود، تفسیر نسفی (مکتبہ توفیقیہ، مصر) ۱/ ۴۰۲۔

۳۰۔ سورۃ بنی اسرائیل: ۸۸۔

۳۱۔ تفسیر سورہ بنی اسرائیل، حاشیہ ص: ۱۷۲۔ ۲۷۲۔

۳۲۔ تفسیر سورہ کہف، ص: ۶۔

۳۳۔ تفسیر سورہ کہف، ص: ۷۔

۳۴۔ سورۃ کہف: ۹۔

۳۵۔ تفسیر سورہ کہف، ص: ۷۔

۳۶۔ زمخشری، ابوالقاسم محمود بن عمر، الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الأقاویل فی وجوہ التاویل (دار احیاء التراث العربی، بیروت) ۲/ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔

۳۷۔ تفسیر سورہ الکہف، ص: ۳۳۔

۳۸۔ سورۃ یٰس: ۴۔

۳۹۔ تفسیر سورہ یٰس، ص: ۲۱۔

۴۰۔ سورۃ یٰس: ۲۰۔

۴۱۔ تفسیر کشاف، ۴/ ۱۰۔

۴۲۔ ایضاً۔

۴۳۔ سورۃ قیامۃ، ۱۔

۴۴۔ تفسیر سورۃ القیامۃ والدھر، ص: ۸۔ ۹۔

۴۵۔ تفسیر سورۃ القیامۃ والدھر، ص: ۲۷۔

۴۶۔ تفسیر سورۃ القیامۃ والدھر، ص: ۱۶۱۔